جلد ۲ — یکم اپریل ۱۹۱۵ء مطابق جمادی الاول ۱۳۳۳ھ — نمبر ۱۱۹

28 مارچ

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے اور تمام اہلبیت نبوی میں خیر و عافیت ہے۔

(ب) نواب محمد علیخان صاحب سفر پر ہیں۔

(ج) حضرت خلیفہ اول کے خاندان میں خیریت ہے

۲۔ جمعہ مولنا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا

مہمان حافظ نظام الدین صاحب بڑوعہ۔ بابو عبدالعزیز صاحب جوڑا۔ غلام محمد صاحب کلیان پور ضلع لائلپور۔ حاجی نذر محمد صاحب لدھیانہ۔ حاجی فوجے خان صاحب کریم پور (جالندھر) مولوی طفیل احمد صاحب بہار پٹنہ۔ مولوی عبدالعزیز صاحب بھینی (شرقپور) پیر غلام غوث صاحب گولیکی۔ شہاب الدین صاحب درزی پٹھان کوٹ۔ محمد اسمٰعیل صاحب کھڑیاں ضلع لاہور۔ رحیم بخش صاحب برج آرائیاں ضلع سیالکوٹ۔ مہر بخش صاحب چنیوٹ عبدالعزیز۔ عبدالمالک اکبر علی ولیداد۔ بوریانوالی ضلع گجرات۔ محمد بخش صاحب بھنگالہ ۳ کس۔ شیخ عبدالغنی صاحب کنجاہ۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ضلع گجرات۔ مولوی عمرالدین صاحب شملہ شیخ مولا بخش صاحب مڈھ رانجھا۔ میاں محمد نورالدین صاحب گولیکی۔ محمد اسماعیل صاحب پرتھی پور ضلع جالندھر سے تشریف لائے

اخبار احمدیہ

ایک دوست پوچھتے ہیں۔ انسان چارپائی پر بیٹھا قرآن شریف پڑھ رہا ہو تو کیا سجدۂ تلاوت وہیں کرلے

(۳) حضرت مسیح موعود کو خواب میں دیکھنے کے لئے کونسی دعا پڑھنی چاہیئے۔

جواب (۱) فرمایا۔ چارپائی پر سجدہ جائز ہے۔

(۲) درود شریف سے اللہ تعالیٰ زیارت آنحضرت صلعم کی نعمت بخشتا ہے اگر اسی میں آل رسول اور خلفاء اور مسیح موعود پر درود بھیجا جائے تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ یہ نعمت بخشیگا۔

برادر محمد شاہ صاحب تونسوی تاسنور سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں برادر موصوف کشمیر میں اکثر جگہ مصروف بہ تبلیغ ہیں۔

سوال۔ عقیقہ کے بکرے کی عمر کتنی ہو۔ **جواب** جو قربانی کے جانور کے لیے ہیں (یعنی مسنہ وجذعہ) یہ بھی یاد رہے۔ لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ بڑے ہجوم میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو کیا تیمم کرے۔ کیونکہ بہت سی صفوں کو چیر کر نکلنا بھی مشکل ہے اسے جواب دیا گیا کہ نہیں وضو کرے تیمم جائز نہیں۔

ڈیرہ غازیخان کے مولوی عزیز بخش صاحب کے سامنے

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

سامنے کسی نے بیان کیا کہ خلیفہ اول بار بار فرماتے تھے۔ کہ اللہ نے مجھے خلیفہ بنایا۔ مجھے کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ یہ ان کے صدق کی علامت ہے۔ اسپر مولوی صاحب نے کہا کہ میں بھی تمہارا امام (صلوٰۃ) ہوں۔ کوئی ہے جو مجھے امامت سے ہٹا سکے۔ خدا کی قدرت چند روز بعد جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان نے الفضل کا فتویٰ پڑھکر اپنے اتفاق سے چوہدری نذر محمد کو اپنا امام صلوٰۃ منتخب کر لیا۔ مولوی عزیز بخش صاحب کے اس قول کے وقت تو کسی نے خیال بھی نہ کیا۔ مگر وہ جس نے فرمایا مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید اس نے خلافت کی دلیل کو مشتبہ نہ ہونے دیا۔

ایسی باتونکا علاج اسلام نے طلاق بتلایا ہے۔

حسب ذیل واقعہ ایک مرہٹہ نوجوان اور اسکی عورت کے متعلق نوٹ کیا گیا ہے۔ جن قوموں کے متعلق طلاق نہیں انکی مشکلات کا علم اس سے ہو سکتا ہے مگر اسلام میں کچھ دقت نہیں آسان بات تھی طلاق دیدینا اور بس۔ اسلام کے اس حکم پر چلنے سے ایک جان قتل سے اور دوسری عمر قید سے بچ جاتی بہرحال واقعہ یہ ہے۔

ایک مرہٹہ نوجوان ہے شولاپور میں رہتا تھا اسکا خاندان بڑا ہی معزز ہے۔ اسکی استری تھی جس کی شادی کو ۷ سال ہو گئے ہیں۔ شادی کیوقت تھوبائی نابالغ تھی۔ مگر جوان ہو کر اور اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنے خاوند کے گھر آگئی۔ خاوند تعلیمیافتہ اور عورت بھی پڑھی لکھی اصول کے مطابق ان دونوں کی بڑی اچھی طرح محبت کیساتھ گذرنی چاہیئے تھی مگر ویسا نہیں ہوا۔ گھر میں ہر روز کئی نقص نکال کر استری اور خاوند سے لڑا کرتی اور ہر وقت ناراض سی رہتی۔ آزادی اتنی عزیز تھی کہ گھر میں پاؤں ہی نہیں جمتا ہر روز ادہر ادہر باغوں اور جلسوں میں رنگ رلیاں مناتی۔ بیچارہ اپنے دل کی جلن اور اپنے عورت کے بُرے چال چلن کی سب باتیں ایک ڈائری میں تاریخوار لکھتا جاتا تھا اور جگہ جگہ ان پر ریمارک بھی پاس کر چھوڑتا تھا آخرکار ۱۴ دسمبر کی رات کو اسکے دکھ کا پیالہ لبالب ہو گیا اسی رات کو غصہ سے اندھا ہو کر اسنے اپنی سوتی

عورت کو قتل کر دیا مقدمہ چلا وہ ڈائری بھی پیش ہوئی جج صاحب نے کہا کہ ایسے دکھ کی کیفیت آجتک میرے دیکھنے سننے میں نہیں آئی ملزم نے بلا شک اپنی عورت کے ہاتھوں بڑی تکلیف اٹھائی ہے اسی سے مشتعل ہو کر اُسنے یہ جرم کیا اسلئے ملزم کو پھانسی کی سزا نہ دیکر عمر قید کالے پانی کی سزا دیگئی۔ ملزم نے بمبئی ہائیکورٹ میں اپیل کی یہاں بھی سرکاری وکیل نے کہا کہ ملزم کی ڈائری میں جو درد اور مصیبت کی کہانی لکھی ہے وہ زیادہ تر ناولوں میں ہی پڑھنے میں آتا ہے بہت کم لوگ اسکا یقین کرینگے کہ ہر روز کی زندگی میں بھی ایسے حادثات دیکھنے میں آسکتے ہیں۔ جسپر اپیل خارج ہو گئی۔

دہلی بمب کیس کا فیصلہ

مسٹر کینوے ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ دہلی نے سوموار کو گوکل چند کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔ جس پر دہلی کلب میں بمب پھینکنے کا الزام تھا۔ ملزم کو چھ ماہ قید سخت کی سزا دیگئی۔ اس مقدمہ میں مسٹر بیٹ مین گورنمنٹ کی طرف سے اور مسٹر مارٹن بیرسٹرایٹلا ملزم کی طرف سے پیروکار تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ ۲۷ مارچ کو ۹۵ طلباء میں سے کوئی بھی ایڈیسن کالج میں نہیں گیا بلکہ انہوں نے پرنسپل صاحب کو اس مضمون کا تار دیا تھا کہ ہم بغیر کسی شرط کے ڈائرکٹر جنرل کے حکم کی تعمیل میں آنیکے لئے تیار ہیں اگر ہماری شکایات دور کرائی جاویں جنکا پرنسپل صاحب نے ابھی کچھ جواب نہیں دیا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ طلباء نے حضور وائسرائے کی خدمت میں پھر اپیل کی ہے۔

مسلمانوں کی وفاداری

روس کے قنصل جنرل کا بیان ہے کہ موجودہ جنگ میں روسی مسلمان گورنمنٹ روس کے بالکل خیرخواہ ہیں۔ روسی فوج کی کامیابی کی دعائیں مسلمان رات دن مسجدوں میں مانگتے رہتے ہیں۔ شیخ الاسلام تجارا اور کوہ قاف کے تمام علماء نے ایک اعلان شائع کر کے ترکی کے شریک جنگ ہونیکو نہایت بُرا بتلایا ہز ہائینس امیر بخارا۔ ہز ہائینس خان خیوا اور علی العموم روسی مسلمانوں نے جنگی فنڈ میں قریباً ضمانہ طور سے چندہ دیا اور بیماروں اور زخمیوں کے علاج کے واسطے اپنے ہی خرچ سے متعدد ہسپتال بنائے اسکے علاوہ روسی مسلمان فوج میں کل چالیس ہزار مسلمان تھے اب انکی تعداد اسی ہزار ہے اس جنگ میں روسی مسلمانوں نے اپنی ایسی بینظیر اور لاثانی بہادری دکھلائی کہ جنگ کے پہلے ماہ ہی میں اٹھائیس مسلمان افسروں اور بہت سے مسلمان سپاہیوں کو انکی نمایاں کارگذاری کے صلہ میں تمغے اعزازات اور انعامات عطا کئے گئے۔

ایک اسلامی اصل کی کامیابی

کثرت ازدواج پر اعتراض کیا جاتا ہے مگر بابو شرت کمار نے ورلڈہ میگزین میں ایک مضمون لکھا ہے جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ

جنگ کے بعد کثرت ازدواج لازمی ہے

اور اسکے بعد ان ممالک کو کوئی اور چارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بابو شرت کمار نے اپنے مضمون کے شروع میں ہی لکھا ہے کہ اگر یہ جنگ آج بند ہو جاوے تو مستقبل میں ہر دس آدمیوں میں سے ایک آدمی کو دو عورتوں سے شادی کرنیکی اجازت دینی پڑیگی اگر جنگ چھ ماہ اور جاری رہا تو ہر آٹھ آدمیوں میں سے ایک کو دو عورتوں سے شادی کرنی پڑیگی اگر یہ نباہی ایکسال تک جاری رہی تو ہر پانچ آدمیوں میں سے ایک کو دو عورتوں سے شادی کرنی ہوگی نتیجہ اس صورت میں یہ ہوگا اگر ہر ایک عورت شادی کرنا چاہیگی۔ اور اگر تین سال تک جنگ جاری رہا تو ضرورت ہے کہ ہر مرد کو دو عورتوں سے شادی کرنیکی اجازت دینی پڑے مگر عیسائی تہذیب اسکو گوارا کریگی یا نہیں اسکا فیصلہ جنگ کے خاتمہ پر ہی کیا جاسکیگا خواہ کچھ ہی ہو

اگر لوگوں کی نسل قائم رکھنی ہے

تو کثرت ازدواج کے بغیر کام نہیں چلیگا بابو صاحب نے اسکے بعد گریٹ برٹن جرمنی اور فرانس کی حالت پر غور کیا ہے کیونکہ روس اور آسٹریا سے تعلق رکھنے والے اعداد آپکو نہیں مل سکے آپ کہتے ہیں کہ گریٹ برٹن کی ۴½ کروڑ آبادی میں عورتیں مردوں سے ۱۲ لاکھ زیادہ ہیں اور شادی کے لائق عمر کی عورتیں اسی عمر کے مردوں سے ۱۵ لاکھ زیادہ ہیں۔ ۲۰ سے ۵۰ سال تک عمر کے مردوں کی تعداد ۶۰ لاکھ اور ۱۵ سے ۴۰ سال تک عمر کی عورتوں کی تعداد ۶۷ لاکھ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

مارچ کا مہینہ

اور

قانون تحفظ عامہ۔

مارچ کا مہینہ واقعات کی اہمیت اور معاملات کی سریع انگیزی وتیز رفتاری کے لئے اپنی نظیر آپ ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں اس مہینہ کے اندر واقع ہونے والے معاملات اسقدر اہم ہیں کہ ہم کو الفضل کے لیڈنگ آرٹیکلز میں امورات داخلیہ سلسلہ پر دو دفعہ قلم اٹھانے کی ضرورت ہوئی ہے۔ اور ہم دکھا چکے ہیں کہ جب احمدؑ کے قائم کردہ نظام سلسلہ کو درہم برہم کرنے کے لئے خفیہ سازشوں کا آغاز ہوا اور مغویانہ گمنام تحریرات کی اشاعت۔ نیز راش بہاری گھوش کے سے بمب نما ٹریکٹوں کی ترویج ہوئی۔ تو آسمانی حکومت نے گذشتہ ۱۴۔ مارچ کو امت احمدؑ کے تحفظ کی مناسب تدابیر اختیار کیں۔ اور اپنے آسمانی نمائندہ کی ذریت سے ایک خاص آدمی کھڑا کر کے اوّلاً "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" اور بعدہٗ القول الفصل یا حقیقۃ النبوۃ جیسے شورش کش اور فتنہ سوز قوانین کا نفوذ کیا ؛

پھر ہم کہتے ہیں کہ ہاں یہ مارچ ہی کا مہینہ تھا۔ جب زمین پر شیطان کے لشکر نے ہمیشہ سے زیادہ ہجوم کر رکھا تھا اور آسمان پر تاریکی کے گھنے بادل اس کثرت سے چھا گئے تھے کہ آفتاب صداقت کا چہرہ نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا۔ ایسے وقت میں محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ۲۔ مارچ کو نصف کرہ مشرقی کے اندر اور ۷ مارچ کو نصف کرہ مغربی میں خدائی حکومت سے بغاوت کرنے والوں اور آسمان کے مقرر کردہ وائسرائے سے شوخی کے ساتھ پیش آنے والوں کی سرکوبی کے لئے (وہ دکھ اور عذاب کی موت مرے گا) کا قانون آسمانی کونسل میں پاس ہو کر ڈوئی کی موت کے رنگ میں دنیا کے اندر نافذ ہوا۔ اور اس سے مومنین کی بے تاب طبائع کو تسکین ہوئی اور دنیا کو سمجھ میں آگیا کہ آسمان کا دار الحکومت حفظ عامہ کے لئے آج بھی ایسی ہی غیرت رکھتا ہے جیسی کہ وہ اسرائیلی انبیاء کے وقت رکھتا تھا

یہ ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے داخلی معاملات۔ اب ہم اپنے دائرہ بحث کو ذرا وسیع کرتے ہیں۔ اور راشہب قلم کو اجازت دیتے ہیں کہ معاملات خارجہ کے وسیع میدان میں جولانی کرے۔ اس اجازت کے ساتھ ہی ہم دیکھتے ہیں۔ مارچ کا مہینہ اپنے ساتھ نہ صرف بلاد غربیہ اور میدانہائے کارزار میں اہم تغیرات اور تبدیلیاں لے کر آیا ہے بلکہ اس کی ۱۸ تاریخ کو دہلی کے قصر حکومت نے بھی مجبور ہو کر پُر امن رعایا و حکومت کی حفاظت کے لئے اور شورش بغاوت و امن شکنی کے انسداد کی خاطر ایک جدید قانون وضع کیا ہے۔ جو

قانون تحفظ عامہ

کے نام سے موسوم ہے۔ اور جس کی غرض واضع قانون کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"بحالیکہ جنگ کے موجودہ حالات کی وجہ سے اون خاص تدابیر کا کرنا ناگزیر ہے۔ جن سے امن عامہ اور تحفظ برٹش انڈیا ہو سکے۔ نیز بعض جرائم کی تحقیقات نسبتاً جلد کی جا سکے۔" اس قانون کا منشاء یہ ہے کہ غنیم سے نامہ و پیام یا کسی قسم کا ساز باز نہ ہو۔ سرکاری افواج کی نسبت دشمن کو کوئی اطلاع نہ پہونچ سکے۔ غلط افواہیں یا خبریں شایع ہوں۔ فوجی ضروریات سامان و رقمیات کی کماحقہ حفاظت ہو سکے۔ ناجائز طور پر اسلحہ یا بھاک سے اوڑنے والے مادہ پر قبضہ نکیا جاسکے۔ عند الضرورت فوجی حکام جس چیز یا جائداد پر قبضہ کرنا چاہیں کر سکیں۔ جنگ کو کامیاب بنانے کی کارروائی معرض خطر میں نہ آئے ؛

اس منشاء کے حصول کی خاطر جس طرح انگلستان میں قانون تحفظ سلطنت کا اجرا جنگ کے شروع ہوتے کے ساتھ ہی کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہ دیکھ کر کہ بنگال اور پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ امن شکنی کی حرکات کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ نے "قانون تحفظ عامہ" کا نفاذ ضروری سمجھا ہے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ انگلستان میں ایسے جرائم مارشل لا کے ماتحت فوجی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں مگر ہندوستان کو یہ رعایت دیگئی ہے کہ یہاں ایسے مقدمات کے لئے خاص عدالتیں قائم ہونگی۔ ہر عدالت میں تین کمشنر ہونگے۔ جنمیں سے دو کم از کم سابق جج یا دس برس کے تجربہ کار وکلائے چیفکورٹ ہونگے۔ انکے فیصلہ کی کوئی اپیل نہ ہوگی نہ وہ مقدمات کو ملتوی کر سکیں گے۔ ان کا اختیار ہوگا کہ مجرم کو نوعیت جرم کے مطابق ۷ برس سے ۱۰ برس تک قید اور جرمانہ یا موت یا عبور دریائے شور کی سزا دیں۔ اور یہ قانون اختتام جنگ سے چھ ماہ بعد تک جاری رہے گا ؛

اگرچہ اس قانون کے پاس کئے جانے پر انتہاء پسند سٹپٹا رہے ہیں مگر ہندوستان کا ہر ایک بہی خواہ جس نے گذشتہ چند ماہ کی سیاسی ڈکیتیاں۔ کالج کے طلباء کے پُر اسرار طرز پر گم ہونے کی افواہ اور ممالک غیر سے آئے ہوئے سکھوں کا ارتکاب قانون شکنی کرنا وغیرہ واقعات مطالعہ کئے ہیں وہ گورنمنٹ کے اس فعل کو دور اندیشی پر مبنی اور ہندوستان کی ایک خدمت سمجھے گا ؛

ہم احمدی احباب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس حفاظت ملک و تحفظ امن عامہ کی تدابیر میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور جائز طریقہ سے حکام کو مدد دیں۔ اور یاد رکھیں جس طرح آسمان کے نافذ کردہ قوانین مسیح موعود و خلیفۃ المسیح دوم کی صداقت کا ثبوت اور سلسلہ کی ترقی کا موجب ہوئے ہیں۔ اسی طرح زمینی حکومت کا قانون ہند اور اہل ہند کے لئے مفید ہوگا۔ ما خلقت ہٰذا باطلا ؛

انجمن ترقی اسلام کے فنڈز کمزور ہو رہے ہیں اور اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ احباب توجہ فرما دیں ؛

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ

اسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں!

چوتھی خصوصیات خدا تعالیٰ کے افعال سے ہم اس کی مرضی معلوم کر سکتے ہیں۔ اور الٰہی خوشنودی اور ناراضی کا پتہ خود اللہ تعالےٰ کے کاموں میں غور کرنے سے لگ سکتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر فرعون جیسے پُرہیبت بادشاہ کے مقابل میں اسی کے دربار میں اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں وہ آپ کو حقیر سمجھتا ہے۔ کبھی مسحور کا خطاب دیتا ہے اور کبھی مجنون بناتا ہے۔ اور اس بات پر بڑا غرور ہے کہ موسیٰ کی قوم میری غلام ہے۔ اور اس کے وہم میں بھی نہیں آتا کہ اس ذلیل وحقیر انسان کے مقابل میں مجھے نیچا دیکھنا ہوگا۔ لیکن واقعات بتاتے ہیں کہ الٰہی فعل نے اسے تمام لشکر سمیت سمندر میں غرق کر کے ہمیشہ کے لئے بے نام ونشان کر دیا۔ اور خدا کے اس فعل سے ہمیں پتہ لگ گیا کہ خداوند خدا ابراہیم کا خدا موسیٰ پر خوش اور فرعون پر ناراض تھا۔ کیونکہ الٰہی فعل نے فرعون کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اور وہ جو قوموں کا بادشاہ تھا۔ بے یار ومددگار ہو کر فنا ہو گیا۔ لیکن موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اس خوفناک سمندر سے بچا لیا۔ اور وہ جو بے یار ومددگار تھا قوموں کا بادشاہ ہو گیا۔ غرض اللہ تعالےٰ کا معاملہ اور سلوک اس کی خوشنودی اور ناراضی معلوم کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہیں۔ موسیٰ کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ پر غور کرو۔ ایک اکیلا شخص بُت پرستی کے خلاف وعظ کرتا ہے۔ سارا ملک مخالف ہے سر پر کوئی مہذب گورنمنٹ نہیں جو خونخوار دشمنوں سے بچا دے اور مسیح ناصری کے قول کے مطابق واقعہ میں سر چھپانے تک کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ لیکن بعثت سے تئیس ۲۳ سال گذرنے نہیں پاتے کہ ملک کی بالکل کایا پلٹ گئی اور وہ جو خونخوار دشمن تھے جان نثار دوست ہیں۔ اور وہ جو آپکا خون بہانے کو تیار تھے۔ اب آپکے پسینہ کی جگہ خون گرانے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اور جس ملک میں ہر گھر میں درجنوں بُت تھے۔ وہاں بتوں کا نام ونشان بھی نہیں۔ اور جس قوم نے آپ کو شہر سے نکالدیا وہی بعد میں مفتوح بنکر لرزاں وترساں ہاتھ جوڑے سامنے کھڑی ہو کر معافی کی خواستگار ہے۔ اس بے نظیر تبدیلی سے اور اس الٰہی تصرف سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کی ذات بابرکات ترقی باری تعالےٰ کی عین مرضی تھی۔ اور کفار عرب کا تنزل بھی اسی کی مرضی کے ماتحت تھا۔ غرض دنیا میں جو بڑے بڑے انقلاب آتے ہیں۔ اور جو عظیم الشان واقعات صفحۂ ہستی پر پیدا ہوتے ہیں۔ وہ الٰہی رضا اور غضب سے آگاہ کرنے میں ہمیں مدد دے سکتے ہیں۔ اب اس اصول کو مدنظر رکھ کر اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کر لو یہی نتیجہ نکلے گا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اسلام پھیلے اور تمام دنیا اسے قبول کرے۔ لیکن باقی مذہبوں کے متعلق الٰہی منشاء ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان پر اب کوئی شخص عمل پیرا نہ ہو۔ اور نہ اب وہ اللہ تعالےٰ کے قانون رائج الوقت کی حیثیت میں دنیا پر رہیں۔ ہمارے اس بیان کی تفصیل اسطرح پر ہے کہ ہر مذہب کی بنیاد اس کی الہامی کتاب پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ پارسی مذہب کی بنیاد ژند وستا ہیں۔ اور یہودیت اور نصرانیت کی بناء توریت پر اور آریہ مذہب کا انحصار ویدوں پر ہے اور اسلام کا وجود قرآن مجید کے ذریعہ قائم ہے۔ غرض ہر مذہب کی بنیاد اس کی الہامی کتاب ہے۔ اگر الہامی کتاب ناقص ہو تو وہ مذہب بھی ناقص ہوگا۔ اور اگر الہامی کتاب محو ہو جائے۔ تو اس مذہب کے محو ہو جانے میں کیا شک ہے۔ اور جس طرح تمام مذہبوں کی بنیاد الہامی کتابوں پر ہے۔ اس طرح تمام کتابوں کی بنیاد انکی زبان پر کیونکہ کتاب مجموعۂ الفاظ اور عبارت ہی کو کہتے ہیں۔ اور ایک کتاب کے اعلےٰ یا ادنےٰ ہونے عمدہ یا خراب ہونے کے لئے اس کی زبان ایک حد تک ذمہ دار ہے اب ہم ان کتابوں پر جن کے متعلق الہامی ہونے کا دعوےٰ کیا جاتا ہے۔ ایک سرسری نظر ڈالکر دیکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے سوا اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس کی زبان زندہ ہو۔ اور قوموں اور ملکوں میں رائج ہو بلکہ قرآن مجید کے سوا تمام الٰہی نوشتوں کی زبان مُردہ ہو گئی ہے۔ اور دنیا کا کوئی ملک نہیں اور زمین کا کوئی قطعہ نہیں جہاں پر وہ زبان کسی قوم کی عام بول چال میں استعمال ہوتی ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی کتاب کی زبان کا مُردہ ہو جانا خود اس بات کے منسوخ ہونے کی ایک زبردست وجہ ہے۔ اور جب کسی کتاب کی زبان ہی مردہ ہو جائے تو وہ کتاب کسی طرح بھی دنیا کے لئے ایک ہدایت نامہ کی حیثیت میں نہیں رہ سکتی۔ اب سب سے پہلی کتاب ژند وستا کو لو اس کی زبان پہلوی ہے۔ جو موجودہ فارسی سے بالکل الگ ایک زبان ہے۔ مگر آج دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس کی گفتگو میں پہلوی زبان رائج ہو اور نہ دنیا میں کوئی ایسا علاقہ ہے جسمیں پہلوی زبان بولی جاتی ہو پھر ویدوں کو لو۔ انکی زبان سنسکرت ہے۔ اور گو سوامی دیانند نے دعوےٰ کیا ہے کہ پہلے زمانہ میں تمام دنیا میں سنسکرت بولی جاتی تھی۔ مگر آج یہ زبان بالکل مردہ ہو گئی ہے۔ اور روئے زمین پر ایک گاؤں بھی ایسا نہیں۔ جس کی زبان سنسکرت ہو۔ اور جس کے باشندے اس زبان میں باتیں کرتے ہوں۔ پھر ویدوں کے بعد توریت کی طرف نظر کرو۔ اس کی زبان عبرانی ہے۔ لیکن وہ بھی بالکل مردہ ہو گئی۔ اور دنیا کے کسی گوشہ میں بھی نہیں بولی جاتی۔ خود یہودی قوم جس کی زبان عبرانی ہے۔ اب عربی بولتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید کی زبان کیطرف نظر کرو۔ عربی زبان ایک زندہ زبان ہے۔ اور جب قرآن مجید نازل ہوا اس وقت صرف ملک عرب میں بولی جاتی تھی۔ لیکن خدائی فعل کی شہادت کے تقاضے نے ایسی ترقی دی کہ آج عرب شام مصر الجزائر۔ طرابلس اور مراکش وغیرہ بہت سے ممالک میں بولی جاتی ہے۔ اور بجائے مردہ ہونے کے دن بدن زندہ ہوتی جاتی ہے۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ کی مرضی ہے کہ قرآن مجید کے سوا اور کوئی کتاب قانون کے رنگ میں اس وقت عمل کرنے کے لئے منتخب نہ کی جائے کیونکہ اگر قرآن مجید کے سوا اور کوئی کتاب بھی ایسی ہوتی جس پر عمل کرنا خدا تعالےٰ کو پسند ہوتا تو خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت اس کے ساتھ ہوتی۔ اور اللہ تعالےٰ کا زبردست ہاتھ اس

کی زبان کی حفاظت کرتا۔ اور وہ زبان کبھی مردہ نہ ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ہر الہامی کتاب کی زبان مردہ ہوگئی۔ اور زندگی کے آثار بھی اس میں نہیں رہے۔ جس سے پتہ لگا کہ آج خدا تعالےٰ کو یہ منظور نہیں کہ وہ کتابیں لوگوں کے لئے ہدایت نامہ سمجھی جاویں۔ ہاں قرآن مجید کی زبان کو اس نے زندہ رکھا اور زمانہ کی دست بُرد سے بچایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کا منشاء ہے کہ قرآن مجید قیامت تک ایک مکمل قانون کی صورت میں باقی رہے ٭

غرض خصوصیت اسلام کی یہ ہے کہ جو الہامی کتاب اس مذہب کو پیش کرتی ہے۔ اس کی زبان زندہ ہے۔ اور زبان کی زندگی کتاب کی زندگی پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب میں زندگی کی روح نہیں کیونکہ ان کی الہامی کتابوں کی زبانیں مُردہ ہیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں مردہ ہونے سے نہیں بچایا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ اب کتابوں پر عمل کیا جاوے۔ اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو عربی کے سوا تمام الہامی زبانوں کا مُردہ ہوجانا اسلام کی ایک بے نظیر صداقت ہے۔ دیکھو جس وقت وید نازل ہوئے۔ اور خدا نے چاہا کہ لوگ اب ان پر عامل ہوں۔ اس وقت سنسکرت ایک زندہ زبان تھی۔ لیکن جب ایک زمانہ کے بعد قوموں کی حالتیں تبدیل ہوگئیں اور وید مقدس منسوخ ہوگئے۔ تو ساتھ ہی ان کی زبان بھی مردہ ہوگئی۔ اور وہ زبان جسے بقول سوامی دیانند تمام دنیا میں بولے جانے کا فخر حاصل تھا۔ آج ایک چھوٹے سے چھوٹے گاؤں کی زبان بھی نہیں۔ اسی طرح توریت عبرانی میں نازل ہوئی۔ اور اس وقت ملک شام میں عبرانی بولی جاتی تھی۔ لیکن ایک زمانہ کے بعد جب توریت پر عمل کرنا ضروری نہ رہا۔ ساتھ ہی یہ تغیر بھی ہوگیا کہ عبرانی زبان دنیا سے مفقود ہوگئی۔ اور ملک شام میں ایک گاؤں بھی ایسا نہ رہا جس میں وہ خصوصیت سے بولی جاتی ہو۔ پھر توریت کے بعد قرآن نازل ہوا۔ اس وقت عربی زبان صرف عرب میں بولی جاتی تھی۔ لیکن کیا بعد میں وہ مفقود ہوگئی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ بجائے مفقود ہونے اور مردہ ہونے کے دن بدن زندہ ہوتی اور ترقی کرتی گئی۔ اور بجائے ایک ملک کے چھ سات ملکوں میں رائج ہوگئی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قرآن مجید پر عمل کیا جاوے اور اسلام کو اپنا مذہب بنایا جاوے۔ غرض خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کی مذہبی زبان زندہ ہے اور باقی تمام مذہبی زبانیں مُردہ ہیں ٭

منکرانِ حدیث کے ایک وسوسہ کا ازالہ

میرے مکرم و معظم حضرت میر قاسم علی صاحب دہلوی ان پچھلے دنوں جب حُسنِ اتفاق سے لاہور تشریف لائے تو آپ نے عند الملاقات مجھ سے اس بات کا بھی تذکرہ فرمایا کہ:۔ منکران احادیث کی طرف سے ایک وسوسہ پیش ہوا ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے ارشادات کا ماننا انسان کے لئے کوئی ضروری امر نہیں۔ اور یہ کہ اگر کوئی شخص باوجود مسلم ہونے کے آنحضرت کے حکم کو نہ بھی مانے اور ٹال دے تو وہ خدا کے نزدیک مجرم اور عاصی نہیں بن جاتا۔ اور جب مجرم اور عاصی نہیں بنتا تو پھر ان معنوں میں احادیث نبویہ کا انکار کرنا یا ان کو نہ ماننا کسی مسلم کے لئے باعث عصیان اور موجب اجرام نہ ٹھہرا۔ ماحصل یہ کہ حدیثوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ وسوسہ قرآن کے جس مقام کے نہ سمجھنے سے انہیں پیدا ہوا وہ یہ ہے۔

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسك علیك زوجك واتق اللہ

اب اس آیت سے انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ امسك علیك زوجك کا حکم جو آنحضرت نے زید کو دیا کہ اپنی بیوی کو اپنے اوپر تھام رکھ یعنے زوجیت میں رکھ اور طلاق نہ دے۔ اس کے بعد ہے فلما قضی زید منہا وطراً یعنے جب زید نے اس (اپنی بیوی) سے اپنی حاجت کو ادا کرلیا یعنے طلاق دے دی۔ کیا مطلب یعنی آنحضرت نے تو حکم دیا تھا کہ طلاق نہ دینا لیکن زید نے آپ کا حکم نہ مانا اور طلاق دے دی۔ اب باوجود اس کے زید صحابی ہے اور مسلم ہے اور پھر اس نے آنحضرت کا حکم نہیں مانا۔ جب قرآن نے اس کو اس نافرمانی پر مجرم اور عاصی قرار نہیں دیا۔ اس لئے اس سے ثابت ہوا کہ کسی مسلم کا آنحضرت کے حکم کو نہ ماننا موجب اجرام و عصیان نہیں پس احادیث کا ماننا بھی ضروری نہ رہا۔ اور نہ ہی احادیث کا انکار گناہ ٹھہرا۔ یہ ہے منکران احادیث کا تازہ اور نیا وسوسہ جو انہوں نے اپنے عقیدہ فاسدہ متعلقہ احادیث نبویہ کی تائید میں بہت بڑے زور شور سے پیش کیا جس کا جواب بحولہ و قوتہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ وہو ہذا:۔

یہ بالکل صحیح اور سچا کلمہ ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کے کرنے کے لئے قوت دیتی ہے۔ اور ایک بدی دوسری بدی کی طرف کھینچتی ہے۔

منکران احادیث جو محض اپنی اٹکلوں اور اپنی توہم پرستیوں کی وجہ سے حق سے دور اور ضال فرقہ ہے۔ جب سے انہوں نے نخوت اور تکبر کے کیڑے کی تحریک اور جنبش سے آنحضرت کے ساتھ مساوات کرنی شروع کی۔ اور اپنی ناقص عقل اور ناقص فہم کو فہم نبوت کے مساوی سمجھنا شروع کیا۔ تنزل اور نفرت میں گرتے پڑتے آج انکی یہاں تک نوبت پہنچی کہ قرآن کریم کے متعلق ان لوگوں کی کوئی اپنی تفسیر اور اپنا حاشیہ تو اس قابل ہے کہ اسے لوگ قبول کریں۔ اور جس طرح یہ چاہتے ہیں اُسے مان لیں مگر قرآن کریم کے متعلق جو تفسیر مشکوات نبوت کے انوار سے ظاہر ہوئی وہ قابل تسلیم کے نہیں اور نہ ہی اس کے انکار سے کوئی نقصان اور گناہ سرزد ہوتا ہے، اور کوئی نہ انکار کرے تو انکے ضالانہ خیالات سے نہ کرے لیکن آنحضرت کے پاک کلمات سے ضرور انکار کرے ونعوذ باللہ ہٰذہ الجہالۃ والوقاحۃ۔

اب منکران احادیث کا یہ وسوسہ جو انہوں نے آیت مذکورہ بالا کے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا کیا۔ اس کا جواب اسی آیت میں موجود ہے۔ اور ان کا ردّ خود ہی آیت کرتی ہے۔ مگر افسوس کہ اس کم بخت گروہ کو تکبر اور نخوت نے اندھا کر دیا۔ اگر یہ انصاف اور خدا ترسی سے کچھ بھی غور اور خوض سے کام لیتے۔ تو اس ناپاک وسوسہ سے بچ جاتے ٭

اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے صرف امسك علیك زوجك نہیں فرمایا بلکہ واتق اللہ بھی ساتھ زیادہ کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کا ارشاد تقوی اللہ کی بناء پر تھا اور تقوی اللہ کے لئے تھا۔ اب زید کا طلاق دینا اور نہ دینا چونکہ یہ دونوں صورتیں تقوے کے نیچے ہو

سکتی تھیں۔ اور اسی بناء پر آنحضرتؐ نے امسک علیک زوجک فرمایا۔ اور واتق اللہ کی شرط سے مشروط فرما کر فرمایا جس سے یہ غرض تھی کہ اگر تقوی اللہ امساک کی اجازت دیتا ہے تو امساک کے مطابق عملدرآمد کرو۔ اور اگر تقوے کا منشاء طلاق کی صورت میں ممکن ہے تو طلاق دینا بھی تقوے کی رعایت سے ہو۔ چنانچہ اس کے بعد زید کا اس ارشاد کے بعد طلاق دینا اور قرآن کا اس کو جرم قرار نہ دینا صاف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ زید کا طلاق دینا تقوے کی اجازت اور تقوے کی رعایت سے تھا۔ اب کسی کا تقوے کے ماتحت کام کرنا کسی کو عاصی اور مجرم نہیں بنا سکتا تو زید کو کیوں بناتا۔ پس بات صاف ہے کہ آنحضرت نے اپنے ارشاد کو تقوے کی شرط سے مشروط فرمایا اور زید نے تقوے کی رعایت سے طلاق دینے کا کام کیا۔ تو اب اس صورت میں ایسے احادیث کے انکار کا جواز یا وجوب نکالنا کس قدر شرارت ہے۔ پھر جبکہ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا سے آنحضرت کی نافرمانی کو بھی خدا کی نافرمانی کی طرح ضلال مبین سے تعبیر فرمایا گیا۔ تو اس صورت میں کس طرح مانا جائے کہ زید نے باوجود خلاف تقوے اور بلا رعایت تقوئی کے آنحضرت کے حکم کو نہ مانا اور پھر بھی وہ ضال اور عاصی نہ قرار دیا گیا۔ حالانکہ دوسرے مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت کی نافرمانی ضلالت اور سخت گناہ ہے ۔

الغرض زید کا طلاق دینا اور اس کے اس طلاق دینے کو قرآن کا معصیت الرسول قرار نہ دینا صاف طور سے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس نے صرف امسک علیک زوجک کو مدنظر نہیں رکھا بلکہ امسک علیک زوجک واتق اللہ کے فقرہ کو ملحوظ خاطر رکھ کر تقوے کی بناء پر معاملہ کیا۔ جو معصیت الرسول نہیں بلکہ اطاعت الرسول ہے ۔

والحمد للہ علیٰ ذالک۔

غلام رسول۔ راجیکی

پروفیسر محمد عطاء الرحمن ایم اے کی مراسلت دربارہ نبوۃ مسیح موعودؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

سیدی ومطاعی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کی تازہ تصنیفات القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ پڑھے اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے جوابات بھی زیر مطالعہ آئے بہت تعجب ہوا کہ بات تو سیدھی تھی۔ اسقدر موشگافی کی ضرورت کیوں پیش آئی ۔

دو ہی گروہ ہیں۔ یا محدثوں کا گروہ یا نبیوں کا گروہ تیسرا گروہ تو کوئی بھی نہیں کہ جس میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو محدثوں سے بھی اور نبیوں سے بھی الگ کر کے شامل کیا جاوے۔ کیونکہ فریق ثانی کے نزدیک بھی جزئی نبی محدث کا دوسرا نام ہے اور بس ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو محدث سمجھتے ہیں یا نبی ۔

تریاق القلوب میں ہے، "یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ:۔

(۱) حضرت اقدسؑ اس وقت اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے نہ کہ نبی۔ اور (۲) محدث غیر نبی ہی ہوتا ہے نہ کہ نبی اگرچہ ایک معنوں میں نبی کہہ سکتے ہیں لیکن اصطلاحی طور پر نبی کے لفظ کا اطلاق محدثوں پر نہیں ہو سکتا ورنہ محدثین انبیاء کی جماعت میں شامل ہو جاتے جو ختم نبوت کے بعد ممتنع ہے ۔

پھر حقیقۃ الوحی میں ہے :۔ "آنحضرتؐ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا۔ جو عیسے اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اور اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہو گا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے" پھر فرماتے ہیں "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط انہیں نہیں پائی جاتی"۔

ان دو حوالوں سے ظاہر ہے کہ :۔

(۱) حضرت اقدس اپنے آپکو نبی سمجھتے تھے نہ کہ غیر نبی یا محدث مگر (۲) محدث کو یہاں بھی حضرت اقدسؑ نے غیر نبی ہی کہا کیونکہ حوالۂ اول میں فقرہ "بجز نبی کے" سے ظاہر ہے کہ محدث نبی نہیں۔ اور حوالۂ دوم میں وجہ بتلا دی۔

اگر یہ کہا جائے کہ بجز نبی کے فقرہ میں نبی کے معنی جزئی نبی کے ہیں تو یہ ایک مضحکہ انگیز بات ہے۔ کیونکہ اس صورت میں صرف یہ نا ممکن ہوں گے کہ کامل نبی پر بھی کثرت سے امور غیبیہ ظاہر نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہنے پڑینگے کہ محدث (یعنے جزئی نبی) بھی نبی کا نام پانے کے لئے مستحق ہے !!! العجب! العجب !!

پس معلوم ہوا کہ یہاں نبی سے کامل نبی ہی مراد ہے، نہ کہ جزئی۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت اقدس کا اعتقاد پچھلے زمانے میں بدل گیا تھا۔ چنانچہ صاف صاف لفظوں میں فرماتے ہیں :۔ "اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالے کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی)

ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ یہی مابہ الامتیاز ہے۔ درمیان مسیح موعود اور دیگر انبیاء کے۔ اور اسی کو سمجھانے کے لئے حضرت اقدس نے کبھی اپنی نبوت کو مجازی۔ اور کبھی ظلی اور کبھی غیر مستقل کہا ہے۔ اور اس قدر سمجھانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس امر میں حضرت اقدسؑ منفرد ہیں پھر اس لئے کہ لوگ آپ کی نبوت کو نبوت محمدی سے الگ سمجھ لیں ۔

جناب مولوی محمد علی صاحب نے النبوۃ فی الاسلام کی تمہید کے لئے پہلے ہی صفحہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں "گو نبوت جزئی رکھتے ہوئے آپ کو بعض وہ خصوصیات حاصل ہوں۔ جو دوسرے مجددین علیہم الرحمۃ کو نہیں جن

طرح خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت میں بعض خصوصیات دوسرے انبیاء علیہم السلام پر حاصل ہیں:
یہ مثال درست نہیں کیونکہ نبی کریمؐ باوجود اپنی فضیلت کے زمرۂ انبیاء سے اپنے آپ کو علیحدہ نہیں سمجھتے تھے۔ حالانکہ حضرت اقدسؑ نے صاف تبلایا ہے کہ آپ نبی ہیں اور دوسرے مجدد دین نبی کا نام پانے کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ نبی کے لئے لازمی شرط ہے۔ اور یہ شرط کسی میں نہیں پائی جاتی بجز نبیوں کے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آپ نبی ہونے کے ساتھ محدث بھی ہیں کیونکہ ہر نبی محدث بھی ہے۔ مگر ہر محدث نبی نہیں صرف وہی محدث نبی ہو سکتا ہے۔ جسمیں نبی کے خصوصیات پائی جائیں۔ اسی بناء پر حضرت اقدس بھی نبی ہیں۔

علاوہ اس کے یہ بھی صاف ہے کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت اقدس محدث ہی ہیں اور کامل نبی نہیں تو آپ بعض انبیائے اولو العزم سے بھی کیونکر افضل ہوئے۔ جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے بعض مقامات سے ظاہر ہے۔

پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ مجازی کے لفظ پر کیوں اسقدر زور دیا جا رہا ہے۔ مجازی۔ ظلی۔ بروزی۔ غیر مستقل یہ الفاظ تو نبوت محمدیہ کو ملحوظ رکھ کر لکھے ہیں۔ یا یوں کہو کہ:-

نبوت محمدیہ کو اگر حقیقی کہیں تو نبوت احمدیہ کو مجازی کہہ سکتے ہیں
" " اصلی " " " " ظلی " "
" " عین " " " " بروزی " "
" " مستقل " " " " غیر مستقل " "

یا دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ یہ تفسیر ہے امتی نبی کی۔ احمد علیہ الصلوۃ والسلام کو مجازی اور بروزی رنگ میں محمدؐ کہہ سکتے ہیں۔ ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بروزی نبی یا مجازی نبی کامل نبی نہیں غلط ہے*۔ دیکھنا یہ ہے کہ کمالات نبوت حضرت اقدس میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اگر پائے جاتے ہیں تو بے شک آپ نبی ہیں۔ "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضرت اقدس فرماتے ہیں "ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص اسقدر دلیر ہو کہ یہ کہدے اور مجددین بھی جمیع کمالات محمدؐ کے ساتھ آئے تھے۔

اللہ اللہ! ایک زمانہ تھا کہ یہی لوگ خاتم النبیین کے معنے غیر احمدیوں کو یوں سمجھاتے تھے کہ اور انبیاء بھی محمدؐ کے اتباع سے آسکتے ہیں۔ اور آج کہتے ہیں کہ حضرت اقدس محض محدث ہی ہیں گو دوسرے محدثوں پر آپ کو فضیلت ہے، اور وہ "جزئی نبی" کے لفظ سے دھوکہ دے رہے ہیں۔ کیونکہ جزئی نبی محدث کے مرادف ہے دوسرے لفظوں میں "غیر نبی" کہنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک شخص یا تو نبی ہو گا یا غیر نبی۔ غیر نبی کو کچھ حصہ نبوت کا مل جائے تو وہ نبی نہیں ہو جاتا۔ اگرچہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو ایک جزو نبوت کی ملی ہے۔ اگر جزئی نبی نبی ہے تو رسول کریم کو خاتم النبیین ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت اقدس محض محدث ہی ٹھہرے تو خاتم النبیین کے حقیقی معنوں پر اس قدر زور دینے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ غیر احمدی بھی تو کہتے ہیں کہ مجدد نبوت کا کچھ حصہ پاتا ہے مگر وہ نبی نہیں۔

تعجب ہے کہ جزئی نبوت کے پیچھے لوگ کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ فیصلہ طلب تو بات یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں یا نہیں خواہ انکے خصوصیات کیسے ہی ہوں اب یہ بات ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت اقدس زمرۂ انبیاء میں داخل نہ تھے تو وہ اسقدر تکرار کے ساتھ اپنی تصنیفات اور تقاریر میں اپنے آپکو نبی کے طور پر کیوں پیش کئے اور منہاج نبوت پر دلائل کیوں دئیے جہاں آپ اپنے کو نبی لکھتے ہیں وہاں صرف محدث ہی لکھتے کیونکہ محدث کے لفظ میں جزئی نبوت کا مفہوم موجود ہے۔ اس طریق سے لوگ دھوکا بھی نہیں کھاتے۔ اصطلاحی لفظ نبی کو اپنے لئے کیوں استعمال کیا؟ آپ اگر فرماویں کہ میں نبی ہوں ہم کسطرح سمجھیں کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں جزئی نبی ہوں۔ ایک سٹوڈنٹ تھرڈ ایر کلاس میں پڑھ رہا ہو اور وہ اپنے متعلق کہے کہ میں "جزئی بی۔ اے" ہوں تو کوئی مضایقہ نہیں لیکن اگر وہ یہ کہے کہ "میں بی۔ اے ہوں" تو ہم کسطرح سمجھ لیں کہ اس کو ابتک یہ ڈگری ملی نہیں ہے صرف بعض کتابیں بی۔ اے کے نصاب کی اس نے پڑھی ہیں

مگر حضرت اقدس کو اور خطرہ تھا وہ یہ کہ لوگ آپکو مستقل تشریعی نبی نہ سمجھ لیں۔ اسلئے آپ نے بہت احتیاط سے کام لیا۔ ہر جگہ یہ بتلا دیا کہ:-

"میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرتؐ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوے کرتا ہوں" تتمہ حقیقۃ الوحی

صرف ایک محدث کے لئے جو نبی نہیں اسقدر احتیاط کی ضرورت نہیں تھی* اور نہ یہ ضرورت تھی کہ ڈنکے کی چوٹ یہ کہے:-

"میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی)

ہاں اگر ہم نبی مستقل یا نبی کامل سے یہ معنے لیتے کہ حضرت اقدسؑ محمد رسول اللہؐ سے الگ ہو کر دعوی نبوۃ کرتے ہیں تب اعتراض کا موقعہ ضرور تھا کیونکہ یہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ مگر جب نبوت کاملہ سے ہماری مراد ایسی نہیں ہے تو پھر اعتراض کیسا۔

حضور والا! لوگ یہ سوال کر رہے ہیں کہ نبوت والا معاملہ پہلے کیوں کسی کے دل میں نہیں گذرا؟ اگر میری گواہی قابل تسلیم ہو تو میں یہ کہوں گا کہ جب سے میں نے براہین حصہ پنجم اور حقیقۃ الوحی پڑھا۔ میرے دل میں یہ بات گڑ گئی کہ ہو بہو حضرت اقدسؑ نبی کامل ہیں۔ اور بہت انبیائے سابقین سے درجہ میں افضل ہیں چھوٹے چھوٹے گاؤں میں تھوڑی تھوڑی جماعت کے لئے نبی آیا۔ اور اتنا بڑا عظیم الشان انسان جس نے تمام دنیا کو تبلیغ کے لاکھ لاکھ نشانات دکھلائے۔ اپنی عین حیات میں ایک بڑی جماعت متقیوں کی بنائی وہ نبی نہ ہو۔ یہ بات ذہن میں نہیں آتی۔

آخر میں عرض ہے کہ حضور اس گنہگار و دور افتادہ کے لئے دُعا فرماویں۔ میں مرکز احمدیت سے بہت دُور ہوں اسلئے افاضۂ رُوحانی کے لئے سخت ضرورت ہے کہ حضور دُعاؤں میں یاد فرماویں اور گاہ بگاہ فرصت کے وقت دو ایک سطر لکھ بھیجیں۔ فقط والسلام۔ خاکسار۔ عطاء الرحمن ایم ... باغبانپورہ

*اگر مجازی نبی سے جزوی نبی مراد لیں تو حضرت اقدسؑ کا یہ کہنا نعوذ باللہ غلط ٹھہرتا ہے کہ آپ بہت سے انبیائے سابقین سے افضل ہیں مجازی نبی حقیقی نبی سے افضل کس طرح ہو سکتا ہے اگر مجازی نبی کی نبوت تامہ کاملہ نہ ہو؟

مُسلمانوں کے لیڈر مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا خط

غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق

ذیل میں ہم ایک خط نقل مطابق اصل اور اس کا عکس شائع کرتے ہیں تا ہمارے احباب کو معلوم ہو کہ اپنوں سے برسر پرخاش ہو کر صلح کل کہلانے کا شائق فریق ۱۸۹۸ء میں بھی موجود تھا۔ اور اس کا مرکز لاہور تھا یہ شر گروہ ہر ایسا موقعہ (جس میں غیر احمدیوں سے ملنے اور ان میں جذب ہو جانے کی ذرا بھی گنجایش دیکھتا) ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ اور اپنے دلی خیالات کو ظاہر کر کے اپنی پردہ دری اپنے ہاتھوں سے کرتا مگر ناکام رہتا خدا کے مامور و مرسل نے انہیں ہمیشہ ایسے خیالات پر ڈانٹا۔ چنانچہ عمر کے آخری ایام میں جب آپ لاہور تھے تب بھی ایسی ہی کوشش ہوئی۔ اور اسی بناء پر حضور نے پیغام صلح لکھا۔ اور مجھے وہ منظر خوب یاد ہے۔ جب حضرت اقدس نے مسکراتے ہوئے کچھ فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ بار بار مشورہ دیتے ہیں کہ ان سے مل کر کام کرنا چاہیئے۔ سو جن شرائط سے ان کے ساتھ میل ہو سکتا ہے ہم نے اس رسالہ میں لکھ دی ہیں (یا لکھنے کا ارادہ کیا ہے وہ شرائط سنائیں اور فرمایا ہم نے تو انہیں دعوت الی الاسلام کی ہے) مگر افسوس کہ یہ لوگ اس نصیحت بلکہ وصیت پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ اور آخر اسی خطرناک راہ پر گامزن ہوئے۔ جو کعبہ کو نہیں بلکہ ترکستان کو جاتی ہے اور جو سراسر عبدالحکیم خان کی پیروی میں اسلام کی حدود سے باہر نکال تیر نامرادی میں جا ڈالتی ہے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ سر سید جو مدعیان اسلام میں ایک ممتاز پایہ رکھتے تھے۔ اور مسلمانوں میں فرقہ بندی کے خیال کو ستم قاتل اور مسئلہ تکفیر کو اسلام کے تنزل کے ایک اہم اسباب میں سے سمجھتے تھے۔ فوت ہو گئے تو ان صلح کل افراد نے جو اب پیغامی شکل میں رونما ہوئی ہیں یہ تجویز کی کہ سر سید کا جنازہ غائب قادیان میں پڑھا جائے اور پھر تمام امصار کے احمدی اس کی تقلید کریں۔ اس پر حضرت اقدس کا چہرہ سُرخ ہو گیا کیوں؟ اس لئے کہ یہ خدا کے حکم کے صریح خلاف تھا اور اسے منافقانہ کارروائی قرار دیا اور موجب نزول غضب الٰہی فرمایا یہ بھی خیال رہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جسے بُرا نہیں کہا گیا اور جس کے بارے میں سکوت فرمایا چہ جائیکہ کوئی مکفر یا مکذب ہو یا خدا کے کھلے کھلے نشانات پر ایمان نہ لانیوالا یا مامور کی دعوت سے بے پروا۔ پس میرے دوستو! میرے بھائیو تم وہ کام نہ کرو جو باعث سخط الٰہی ہو نہ کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھو نہ انہیں رشتہ ناطہ دو نہ ان کے پیچھے نماز پڑھو۔ وفقنا اللہ وایاکم۔ ہاں عام ہمدردی بنی نوع انسان اور امن و آشتی کے تمام مراتب خوش دلی سے ادا کرو کہ سب ایک ملک میں رہنے والے ہیں اور مسلمان دوسری قوموں سے تمہیں زیادہ قریب ہیں اور اقرب الی الاسلام ہیں انکی مدارات ضروری۔ یہ خط مکرم معظم محمد خان صاحب کے نام کپور تھلہ بھیجا گیا ۔ اور سید عزیز الرحمن صاحب بریلوی کی عنایت سے ہمیں ملا ہے

برادرم مکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

متوفی (کی) خبر وفات سُنکر خاموش رہے۔ ہماری لاہوری جماعت نے متفقاً زور شور سے عرضداشت بھیجی کہ وہاں جنازہ پڑھا جائے۔ اور پھر نوٹس دیا جائے کہ سب لوگ۔ جماعت کے ہر شہر میں اسی تقلید پر جنازہ پڑھا جائے۔ اور اس سے نوجوانوں کو یقین ہو گا کہ ہمارا فرقہ صلح کل فرقہ ہے اس پر حضرت صاحب کا چہرہ سُرخ ہو گیا فرمایا اور لوگ نفاق سے کوئی کارروائی کریں تو بچ بھی جائیں مگر ہم پر تو ضرور غضب الٰہی نازل ہو۔ اور فرمایا (ہم) تو ایک محرک کے تحت میں ہیں بے اس کی تحریک کے کچھ کر نہیں سکتے۔ نہ ہم کوئی کلمہ بد اس کے حق میں کہتے ہیں اور نہ کچھ اور کرتے ہیں۔ تفویض الی اللہ کرتے ہیں۔ فرمایا جس تبدیل کے ہم منتظر بیٹھے ہیں۔ اگر ساری دُنیا خوش ہو جائے اور ایک خدا خوش نہ ہو تو کبھی ہم مقصود حاصل نہیں کر سکتے۔ رسالہ دعا اللعو صفحے تک پہنچ گیا۔ میں اس کا ترجمہ فارسی میں کر رہا ہوں۔ آپ کے سوالات مولوی صاحب کو دیئے گئے۔ اور کوئی نئی بات نہیں ؞

عبدالکریم - ۱۳ - اپریل

برادر مکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
متوفی کی خبر وفات سنکر حضرت خاموش رہے ہماری لاہوری جماعت نے
متفقاً زور شور سے عرضداشت بھیجی کہ وہاں جنازہ پڑھا جائے
اور پھر نوٹس دیا جائے کہ سب لوگ جماعت کے ہر شہر میں اسی تقلید پر جنازہ
پڑھا جائے اور اس سے نوجوانوں کو یقین ہوگا کہ ہمارا فرقہ صلح کل فرقہ ہے
اس پر حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا اور لوگ نفاق سے کوئی کارروائی کریں تو بچ بھی
جائیں مگر ہم پر تو ضرور غضب الہی نازل ہو۔ اور فرمایا ہم تو ایک محرک کے تحت میں ہیں
اس کی تحریک کے بغیر کچھ کر نہیں سکتے نہ ہم کوئی کلمہ بد اس کے حق میں کہتے ہیں اور نہ
کچھ اور کرتے ہیں تفویض الی اللہ کرتے ہیں۔ فرمایا جس تبدیل کے ہم منتظر بیٹھے ہیں
اگر ساری دنیا خوش ہو جائے اور ایک خدا خوش نہ ہو تو کبھی ہم مقصود حاصل نہیں کر سکتے
رسالہ دعا اللعو صفحے تک پہنچ گیا میں اس کا ترجمہ فارسی میں کر رہا ہوں
آپ کے سوالات مولوی صاحب کو دیئے گئے اور کوئی نئی بات نہیں
عبدالکریم ۱۳ اپریل

مُردوں کو ذکر خیر سے یاد کرنا چاہیئے کیونکہ مرنے کے بعد ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ کافر کہنا یا جاننا اور بات ہے۔ بُرا کہنا اور بات ؞

مُحبانِ الفضل

السلام علیکم۔ الفضل کی خریداری کے لئے خاص کوشش فرماویں۔ الفضل کے اخراجات پورا کرنے کے لئے اڑھائی ہزار خریدار کی ضرورت ہے اس وقت تقریباً ہزار ہیں۔ لہٰذا ایسی خاص کوشش درکار ہے۔ اگر الفضل کا ہر ایک خیرخواہ دو اور خریدار دینے کا مصمم ارادہ کرے تو یہ بوجھ بہت جلد ہٹ سکتا ہے۔ مجھے امید قوی ہے کہ ناظرین الفضل میری التماس پر غور کریں گے۔ والسلام

خاکسار منیجر الفضل

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

منافق لوگوں کو جب کہا جاتا ہے کہ دیکھو تم کفار سے دوستی نہ رکھو تو وہ کہتے ہیں کہ لوجی ہم جو ان سے دوستی رکھتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ صلح ہوگی یا فساد؟ ہماری دوستی کی وجہ سے تو ان سے صلح ہو جائے گی ٭

یہ طریق ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ ہماری جماعت سے بھی بعض آدمیوں نے کفار سے دوستیاں لگانی شروع کیں۔ اور جب ان کو منع کیا گیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ انما نحن مصلحون ٭

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض۔ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر۔ سورہ انفال رکوع پارہ ۱۰۔ یعنے کفار کفار کے ہی دوست ہوتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان سے دوستی رکھنی کبھی بھی کار آمد نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کفار سے دوستی رکھنے سے منع کرتا ہوا فرماتا ہے کہ اگر تم ہمارے اس حکم کی پیروی نہ کرو گے یعنے مسلمانوں سے دوستیاں نہ رکھو گے۔ اور کفار بلکہ ان لوگوں سے بھی قطع تعلق نہ کرو گے جو ہجرت نہیں کرتے تو سخت فتنہ اور فساد ہوگا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے کفار سے تعلقات اور دوستی رکھنے کا نتیجہ فساد اور فتنہ فرمایا ہے۔ کیونکہ کفار کفار کے ہی دوست ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے نہیں ہوتے ٭

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝

واضح رہے کہ یہی فساد کرنیوالے ہیں۔ لیکن سمجھتے نہیں ٭

جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار کی دوستی سے فساد اور فتنہ ہوتا ہے۔ تو پھر ان لوگوں کا کہنا کس طرح صحیح مان لیا جائے جو کہتے ہیں کہ کفار سے دوستی رکھنے سے صلح ہوگی۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگ ضرور مفسد ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں ٭

یہ کتنی صاف بات ہے۔ احمدیوں میں تفرقہ فتنہ ہو گیا ہے یا نہیں۔ اور کیا اسی بات کا نتیجہ نہیں کہ کچھ احمدیوں نے کفار سے دوستی کرنی شروع کی۔ باقی احمدیوں نے اس پر اعتراض کئے اس سے اپنے گھر میں ہی فساد پڑ گیا۔ اس بات کا تو اب ان کو بھی انکار نہیں کہ جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کافر کبھی نیک نیتی سے دوستی نہیں رکھتے۔ اسلئے انکی دوستی بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔ دشمن کی تلوار کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دوست کی میٹھی چھری کا مقابلہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ بظاہر اس کی دشمنی کا پتہ نہیں لگتا۔ ایک بہت کمزور ہاتھوں والا ڈاکٹر ایک بڑے قوی ہیکل انسان کو اپریشن کرتا ہوا ہلاک کر سکتا ہے۔ اور مریض اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری اصلاح کر رہا ہے۔ لیکن ایک ایسے بہادر سے بہادر سپاہی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو علی الاعلان وار کرتا ہے۔ تو کافر چونکہ بظاہر دوست اور خیر خواہ معلوم ہوتے ہیں اس لئے ان کے ضرر کا آسانی سے پتہ نہیں لگ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ان سے دوستی رکھتے ہیں وہ انکے نقصان پہنچانے کو نہیں سمجھ سکتے ٭

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لاؤ تو کہتے

کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ

ہیں کہ کیا ہم اس طرح ایمان لائیں۔ جس طرح اور بیوقوف ایمان لائے ٭

پھر یہ لوگ ایک یہ عذر کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کو بڑی بڑی دقتیں ہیں۔ اگر ہم کفار سے صلح اور دوستی نہ رکھیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ہمارے مال لوٹ لیں گے۔ ہمیں گھروں سے نکال دینگے۔ اور ہمیں بڑا نقصان پہنچے گا۔ صلح کے ذریعہ ہم انہیں اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور جو لوگ ان سے صلح نہیں کرتے وہ اپنا نقصان کر رہے ہیں ٭

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ۔ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو بے وقوف ہیں جو اپنے مالوں کو ضائع کر رہے ہیں۔ کیا انہیں کی طرح ہم بھی ایمان لائیں ٭

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۝

واضح رہے کہ یہی بے وقوف ہیں۔ لیکن جانتے نہیں ٭

لیکن انکو کیا معلوم ہے کہ ان کی اپنی ہی جڑیں اکھیڑی جا رہی ہیں۔ اور ان کے مال ضائع ہو رہے ہیں۔ لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار ذلیل و خوار ہو گئے لیکن مومنوں نے مال میں۔ اولاد میں اور ہر ایک چیز میں ترقی حاصل کی ٭

سفیہ۔ عربی زبان میں مسرف کو بھی کہتے ہیں ٭

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا

اور یہ لوگ جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی اسلام لائے۔ اور جب اپنے

اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ

سرداروں (گمراہ کرنیوالوں) کے پاس اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم صرف ٹھٹھا کرتے ہیں

اور جب یہ لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور جب اپنے سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ان سے تو ہم دل لگی کرتے ہیں جس طرح آجکل غیر احمدی بعض لوگوں کی نسبت کہتے ہیں کہ جب ہم ان سے کہدیتے ہیں کہ ہم

نے مرزا صاحب کو مان لیا۔ تو وہ بڑے خوش ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ہم تو ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں ؞

اَللّٰہُ یَسْتَھْزِیُٔ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۝

اللہ بدلہ دے گا ان لوگوں کو ان کے اعمال کا۔ اور ڈھیل دیتا ہے ان کو سرکشی میں۔ بھٹکتے ہیں یہ اصل راستے سے۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا اللہ بھی لوگوں سے ٹھٹھا کیا کرتا ہے۔ استہزاء کرنا تو ایک بُری بات ہے۔ پھر کیوں کر ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ بھی کسی سے استہزاء کرتا ہو۔ سو اُنکو معلوم ہونا چاہیئے کہ عربی زبان کا یہ محاورہ ہے کہ جیسا کوئی عمل ہوتا ہے اس کی جزا میں بھی وہی لفظ بول دیا جاتا ہے۔ جیساکہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم۔ کہ جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اس کے اُوپر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی کہ تم پر کیگئی ہو اس آیت میں زیادتی کرنے والے پر بھی زیادتی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن بمثل کے لفظ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ زیادتی نہ ہوگی بلکہ بدلہ ہوگا اور فاعتدوا کا لفظ جزا کے طور پر آیا ہے۔ اسی طرح ایک اَور جگہ آیا ہے۔ وجزاءُ سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا۔ کہ گناہ کی سزا اسی قدر گناہ ہے یعنے گناہ کا اتنا ہی بدلہ ہے۔ جتنا کہ اس نے گناہ کیا۔ مثلاً ایک آدمی کسی کو قتل کرتا ہے تو وہ ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ جسکی سزا میں مجسٹریٹ اس کو قتل کرے گا۔ لیکن مجسٹریٹ گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا۔ ایک شعر میں بھی یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہے

الا لا یجھلن احدٌ علینا ؞ فنجھل فوق جھل الجاھلین۔

ایک شاعر لکھتا ہے کہ خبردار کوئی ہم پر جہالت نہ کرے یعنے تکلیف نہ پہنچائے ورنہ ہم بھی جاہلوں سے بڑھ کر اس پر جہالت کرینگے۔ تو اللہ یستھزئ بھم کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انکے استہزاء کا بدلہ انہیں دیگا ؞

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خریدی ؞

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ۝ مَثَلُھُمْ

پس انکی (یہ) تجارت فائدہ مند نہ ہوئی۔ اور نہ یہ لوگ ہدایت پانے والے ہیں ایسے لوگوں کی

کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَہٗ

حالت اس شخص کی حالت کیطرح ہے جس نے آگ جلائی۔ پس جب آگ نے اس شخص کی اردگرد

ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝

کی چیزوں کو روشن کیا تو اللہ ان لوگوں کی روشنی لیگیا اور انہیں اندھیرے میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھ نہیں سکتے

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آگ جلائی ہے دوسرے اس کا یہ مطلب ہے کہ منافق مسلمانوں سے کفار کو اس لئے لڑواتے تھے۔ کہ مسلمان کمزور ہو جائیں۔ اور ہم غلبہ پالیں۔ عبداللہ بن ابی کے لئے سوکہ منافقوں کا سردار تھا تاج بھی بن رہا تھا کہ بادشاہ بن کر پہنے گا۔ اس کے ساتھ تین سو کے قریب آدمی تھے یہ اسی لئے مسلمانوں میں ملے ہوئے تھے کہ ان کو کمزور کرکے خود بادشاہ ہو جائیں چنانچہ عبداللہ بن ابی نے کہا بھی کہ میں اسلئے مسلمان ہوا ہوں کہ میری قوم مسلمان ہوگئی ہے۔ چونکہ کفار سے مسلمانوں کی لڑائیوں کا نتیجہ اُلٹا نکلا۔ اور مسلمانوں کی طاقت پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی۔ اور وہ لوگ جو منافق تھے۔ ان کا پتہ لگ گیا کیونکہ جب جنگیں نہ ہوئی تھیں۔ اس وقت تک تو یہ زبانی کہتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن جب لڑائیوں میں قربانی کرنے کا وقت آیا۔ تو ان کا راز کھل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان منافقوں کی مثال یہ ہے کہ انہوں نے لڑائی کی آگ بھڑکائی تھی۔ لیکن جب وہ روشن ہوئی۔ تو ان کے چہروں پر جو یہ نور تھا کہ ظاہری طور پر مسلمان بنے ہوئے تھے۔ اللہ اس کو لے گیا۔ اور وہ کافر کے کافر رہ گئے۔ انہوں نے لڑائی تو اس لئے شروع کروائی تھی کہ فائدہ ہو سو ان کو یہ فائدہ ہوا کہ ایسے اندھیرے میں پڑ گئے ہیں کہ اب انہیں کوئی تدبیر نہیں سوجھتی کہ کسطرح اپنے نفاق کو چھپائیں۔ منافق انسان چونکہ قربانی نہیں کرسکتے۔ اسلئے لڑائیوں کے موقع پر ان کا نفاق ظاہر ہوگیا ؞

صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس ایسے لوگ رجوع نہیں کرینگے

اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ

یا انکی مثال ایک بارش کیطرح ہے جو بادل سے ہو رہی ہو۔ جسمیں اندھیرے اور کڑک

یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَھُمْ فِیْٓ اٰذَانِھِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ

اور بجلی ہے وہ لوگ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے ہیں۔ بجلی کے سبب موت کے ڈر سے

وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکٰفِرِیْنَ ۝

حالانکہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ؞

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایک اور قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو دل سے سچائی کو مانتے اور زبان سے اقرار بھی کرتے ہیں۔ لیکن جان کے خطرہ کی وجہ سے میدان